AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

پاکستانی جامعات میں بین المذاہب رواداری: صورتِ حال، چیلنجز اور حل (جامعہ پنجاب لاہور اور جامعہ اسلامیہ بہاول پور کے خصوصی تناظر میں)[1]

Professor Dr. Asim Naeem

Institute of Islamic Studies university of the Punjab Lahore

خلاصہ مضمون (Abstract)

بین المذاہب ہم آہنگی ایک ایسا بنیادی سماجی و اخلاقی اصول ہے جس کے ذریعے مختلف مذاہب کے ماننے والے باہمی احترام، برداشت اور امن کے ساتھ ایک ہی معاشرے میں زندگی گزار سکتے ہیں۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہر فرد کو اپنے مذہبی عقائد، عبادات اور رسوم پر عمل کرنے کی مکمل آزادی حاصل ہو، بشر طیکہ اس آزادی کا استعمال دوسروں کے مذہبی جذبات کی توہین یا دل آزاری کا باعث نہ بنے۔ اسلامی تعلیمات میں بین المذاہب رواداری کو ایک مرکزی اخلاقی قدر کی حیثیت حاصل ہے، جس کی بنیاد قرآنِ مجید کی تعلیمات، سیرتِ نبوی ﷺ، میثاقِ مدینہ اور خلفائے راشدین کے عادلانہ طرزِ عمل میں واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہے۔ اسلامی تاریخ میں اندلس، بغداد، سلطنتِ عثمانیہ اور برصغیر کے مختلف ادوار بین المذاہب ہم آہنگی کی روشن مثالیں پیش کرتے ہیں۔

زیرِ نظر مضمون میں پاکستانی جامعات، بالخصوص جامعہ پنجاب کے ادارۂ علوم اسلامیہ کے کردار کا جائزہ لیا گیا ہے، جو نصاب، تدریسی طریقوں، سیمینارز، ورکشاپس اور مکالماتی سرگرمیوں کے ذریعے بین المذاہب رواداری کے فروغ میں نمایاں خدمات انجام دے رہا ہے۔ مضمون میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ نوجوان نسل کی فکری رہنمائی، مختلف مذاہب کے بنیادی اصولوں سے آگاہی، اور احترامِ اختلاف کی تربیت موجودہ دور کی ایک اہم ضرورت ہے۔ اس ضمن میں جہالت، تعصب، انتہاپسندی، سیاسی مفادات، مکالمے کی کمی اور میڈیا کے منفی کردار جیسے چیلنجز کو بھی زیرِ بحث لایا گیا ہے جو معاشرتی ہم آہنگی کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

مضمون اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ بین المذاہب ہم آہنگی کوئی وقتی عمل نہیں بلکہ ایک مسلسل جدوجہد ہے، جس کے لیے نصاب کی اصلاح، مکالماتی و سماجی سرگرمیوں کا فروغ، اساتذہ و علماء کا مثبت کردار، اور ادارہ جاتی سطح پر مربوط حکمتِ عملی ناگزیر ہے۔ اسلامی تعلیمات اس جدوجہد کی مضبوط فکری بنیاد فراہم کرتی ہیں، جبکہ جامعات اس پیغام کو عملی زندگی سے جوڑنے میں کلیدی کردار ادا کر سکتی ہیں، جس کے نتیجے میں ایک پرامن، متوازن اور روادار معاشرے کی تشکیل ممکن ہے۔

....

[1] ۔ پروفیسر ڈاکٹر عاصم نعیم، ادارہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف دی پنجاب، لاہور

Professor Dr. Asim Naeem, *Idārah-e-ʻUlūm-e-Islāmiyyah* (Institute of Islamic Studies), University of the Punjab, Lahore

AL-AASAR Journal
Quarterly ***Research Journal***
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

بین المذاہب رواداری سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی معاشرے میں مختلف مذاہب کے ماننے والے باہمی احترام کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔ ہر فرد کو یہ آزادی حاصل ہو کہ وہ اپنے مذہب کے عقائد، عبادات اور رسوم ورواج پر بلاخوفِ تعزیَر یاپابندی عمل کر سکے، اور ریاست یا اکثریتی گروہ کی طرف سے اس میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ تاہم اس ہم آہنگی کی شرط یہ ہے کہ کسی مذہب کے عقائد یاشعائر کا اظہار اس انداز میں نہ ہو جو دوسرے مذہب کے ماننے والوں کے لیے توہین یادل آزاری کا باعث بنے۔ جو معاشرہ ان اصولوں پر قائم ہو، وہ حقیقی معنوں میں مذہبی رواداری کا حامل کہلائے گا۔

بین المذاہب ہم آہنگی کی ضرورت اور اہمیت انسانی تاریخ میں ہمیشہ سے موجود رہی ہے۔ پیغمبرِ اسلام حضرت محمد ﷺ نے ساتویں صدی عیسوی میں مختلف مذاہب کے ماننے والوں کو مذہبی شعائر پر عمل کرنے میں آزادی دی اور معاہدات کے ذریعے ایک پُرامن معاشرہ تشکیل دیا۔[2] اسلامی تعلیمات میں بین المذاہب رواداری ایک بنیادی اخلاقی اصول ہے۔ قرآن مجید مذہبی آزادی، احترامِ انسانیت اور اختلاف کے اعتراف کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ رہی ہے کہ نظر و فکر کیا دین میں بھی جبر نہیں۔ سورۃ البقرہ، کی آیت: لَآ إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۖ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ [3] (دین میں کوئی جبر نہیں، ہدایت گمراہی سے واضح ہو چکی ہے۔)

یہ آیت اسلامی تعلیمات میں مذہبی آزادی اور رواداری کی بنیادی دلیل سمجھی جاتی ہے۔ عبدالماجد دریابادی کے بقول یہاں اس حقیقت کا اظہار ہے کہ ایمان کا تعلق اپنے ارادہ واختیار سے ہے جبر واضطرار پر نہیں۔[4]

سورہ کہف میں ہے: وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاءَ فَلْيَكْفُرْ۔۔الخ [5] کہ اسلام تمہارے رب کی طرف سے آچکا ہے پس جو چاہے قبول کرے جو چاہے نہ قبول کرے۔ اسلام کی تبلیغ کی تلقین ضرور کی گئی ہے مگر اس حکم کے ساتھ کہ اپنے رب کے

---

[2] ۔میثاقِ مدینہ؛ معاہدہ بنی نجران، صلح نامہ حدیبیہ، معاہدہ خیبر، معاہدہ تبوک، معاہدہ فدک وغیرہم

Mīthāq-e-Madīnah (The Charter of Madinah); *Muʿāhidah Banī Najrān* (Treaty with the Banu Najran); *Ṣulḥ-Nāmah Ḥudaybiyyah* (Treaty of Hudaybiyyah); *Muʿāhidah Khaybar* (Treaty of Khaybar); *Muʿāhidah Tabūk* (Treaty of Tabuk); *Muʿāhidah Fadak* (Treaty of Fadak), and others.

[3] ۔سورۃ البقرہ ۲:۲۵۶

Sūrat al-Baqarah **2:256**

[4] ۔دریابادی، عبدالماجد: تفسیر ماجدی، زیرِ تحت آیت سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۵۶

Daryābādī, ʿ**Abdul Mājid**: *Tafsīr-e-Mājidī*, commentary under *Sūrat al-Baqarah*, verse 256

[5] ۔سورۃ الکھف ۱۶:۲۹

Sūrat al-Kahf **18:29**

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

راستے کی طرف دانشمندی اور اچھی اچھی باتوں کے ذریعے بلاؤ اور بہت پسندیدہ طریقے سے بحث کرو۔[6] دوسرے مذاہب کے بعد باطل معبودوں کو برا کہنے کی ممانعت کی گئی ہے۔[7]

سیرتِ طیبہ سے مثالیں

نبی کریم ﷺ نے قرآنی تعلیم کے اتباع میں غیر مسلموں کے ساتھ حسنِ سلوک کیا۔ یہود کی تمام تر مخالفت کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب وہ معاملات کا فیصلہ کرانے کے لیے آتے تھے تو آپ انصاف کے ساتھ ان کا فیصلہ کرتے تھے، کہ اللہ رب العزت کی یہی ہدایت تھی۔[8] جنگ کی حالت میں بھی ظلم اور زیادتی کی ممانعت کی گئی ہے۔[9]

عہدِ نبوی میں مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ معاہدات کیے گئے۔ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دشمنوں اور خون کے پیاسوں کے ساتھ بھی عفو و درگزر اور رحم و کرم کا برتاؤ کیا۔[10] جب پورا جزیرۃ العرب مسلمان ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضے میں آ گیا تو نجران کے عیسائیوں کے ساتھ آپ کا پہلا معاملہ ہوا۔ آپ نے ان کو یہ حقوق دیے کہ نجران اور اس کے اطراف کے باشندوں کی جانیں، ان کا مذہب، ان کی زمینیں، ان کا مال، ان کے حاضر و غائب، ان کے قافلے، ان کی عورتیں، اللہ کی امان اور اس کے رسول کی ضمانت میں ہوں گے

---

[6] ۔سورۃ النحل ۱۶:۱۲۵ اُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

Sūrat al-Naḥl **16:125**
Uduʿu ilā sabīli rabbika bil-ḥikmati wal-mawʿiẓati al-ḥasanah wa jādilhum billatī hiya aḥsan
("Invite to the way of your Lord with wisdom and good counsel, and argue with them in the best manner.")

[7] ۔سورۃ الانعام ۶:۱۰۸ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِم مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

Sūrat al-Anʿām **6:108**
Wa lā tasubbū alladhīna yadʿūna min dūni Allāh…
("And do not abuse those whom they invoke besides Allah, lest they abuse Allah in enmity without knowledge…")

[8] ۔سورۃ المائدہ ۵:۴۲، وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ

Sūrat al-Māʾidah **5:42**
Wa in ḥakamta faḥkum baynahum bil-qisṭ
("And if you judge, judge between them with justice. Surely Allah loves those who act justly.")

[9] ۔سورۃ البقرہ ۲:۱۹۰، وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ

Sūrat al-Baqarah **2:190**
Wa qātilū fī sabīlillāhi alladhīna yuqātilūnakum wa lā taʿtadū
("Fight in the way of Allah those who fight you, but do not transgress. Indeed, Allah does not love the transgressors.")

[10] ۔سیرت النبی علامہ شبلی جلد اول، مختلف صفحات

Sīrat-un-Nabī by **Allāmah Shiblī Nuʿmānī**, Volume I.different pages

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

۔ ان کی موجودہ حالت میں کوئی تغیر نہ کیا جائے گا اور نہ ان کے حقوق میں کسی حق میں دست اندازی کی جائے گی۔ نہ عورتیں بگاڑی جائیں گی، نہ کوئی اسقف یا راہب اپنے عہدے سے ہٹایا جائے گا اور نہ جاہلیت کے کسی جرم یا خون کا بدلہ ان سے لیا جائے گا۔ نہ تو فوجی خدمت لی جائے گی، نہ ان پر عشر لگایا جائے گا، نہ اسلامی فوج ان کی سرزمین کو پامال کرے گی اور نہ ان پر ظلم ہو گا جب تک وہ مثل لوگ مسلمانوں کی خیر خواہ رہیں گے۔ ان کے ساتھ شرائط کی پابندی کی جائے گی۔ ان کو ظلم سے کسی بات پر مجبور نہ کیا جائے گا۔[11]

---

[11] ۔بلاذری:فتوح البلدان ، مطبوعہ مصر الدین رحمت شائع کردہ دار المصنفین، صفحہ 237،238

Al-Balādhurī: *Futūḥ al-Buldan*, published by *Dār-ul-Muṣannifīn*, Egypt; pages **237–238**.

مبشر داود: معاہدات نبوی اصول و احکام اور ان کا عصری اطلاق تجزیاتی مطالعہ، مقالہ پی ایچ ڈی علومِ اسلامیہ، ادارہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سی پنجاب، لاہور، ۲۰۲۱ء

Mubashir Dawood: *Muʿāhidāt-e-Nabawiyyah: Uṣūl-o-Aḥkām aur Un kā ʿAṣrī Iṭlāq — A Critical Study,* (Prophetic Treaties: Principles, Legal Dimensions, and Their Contemporary Application), PhD Dissertation, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, **2021**.

حمید اللہ، ڈاکٹر محمد: الوثائق السیاسیۃ فی العهدالنبوی والخلافۃ، قاہرہ، ۱۳۶۰ھ، ۱۹۴۱ء

Dr. Muhammad Hamidullah:
Al-Wathāʾiq al-Siyāsiyyah fī al-ʿAhd al-Nabawī wa al-Khilāfah, Cairo, **1360 AH / 1941**
Muhammad Hamidullah: Muslim Conduct of State, Sh. Muhammad Ashraf Lahore, p.98-120

محبوب رضوی: **رسول اللہ ﷺ کے مکتوبات و معاہدات:** علمی مرکز، دیوبند، انڈیا، ۱۹۵۶ء: سید محبوب رضوی کی کتاب **"رسول اللہ ﷺ کے مکتوبات و معاہدات** " دراصل آپ ﷺ کے لکھے ہوئے خطوط، احکام نامے، اور مختلف قبائل، بادشاہوں، اور صحابہ کرام کے ساتھ کیے گئے معاہدات کا ایک مجموعہ ہے، جس میں سیرت نبوی کے اہم پہلوؤں، اسلامی ریاست کے قیام، سفارت کاری، اور آپ ﷺ کی فصاحت و بلاغت کی جھلک ملتی ہے، اور یہ تاریخ اسلام میں آپ کے انتظامی اور سیاسی کردار کی عکاسی کرتی ہے. یہ کتاب سیرت نگاری کی ایک اہم کاوش ہے جو رسول اللہ ﷺ کے سرکاری خط و کتابت اور معا``ہدات پر روشنی ڈالتی ہے۔

Mahbub Rizvi: *Rasūl Allāh ﷺ ke Maktūbāt o Muʿāhidāt* , (The Letters and Treaties of the Messenger of Allah ﷺ), Ilmi Markaz, Deoband, India, **1956**.
This book is a comprehensive collection of the **official letters, decrees, and treaties** issued by the Prophet Muhammad ﷺ with various tribes, rulers, and Companions. It reflects significant aspects of the **Prophetic biography**, the **foundations of the Islamic state**, diplomatic engagement, and the Prophet's ﷺ eloquence and statesmanship. The work highlights his **administrative and political role** in Islamic history and is regarded as a major contribution to the study of **official correspondence and treaties** of the Prophet ﷺ.

مصباح جمیل: رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معاہدات کی سیاسی و دعوتی اہمیت، پی ایچ ڈی مقالہ، ادارہ علامِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف دی پنجاب، لاہور، ۲۰۰۲ء

Misbah Jameel: *The Political and Daʿwah (Missionary) Significance of the Treaties of the Prophet* ﷺ, PhD Dissertation, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, **2002**.

محمد اسلم صدیقی: قرنِ اول میں مسلمانوں کے غیر مسلموں سے تعلقات و معاہدات اور عصرِ حاضر، پی ایچ ڈی مقالہ، ادارہ علامِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف دی پنجاب، لاہور، ۲۰۰۲ء

Muhammad Aslam Siddiqi: *Relations and Treaties of Muslims with Non-Muslims in the First Century of Islam and Their Contemporary Relevance*, PhD Dissertation, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, **2002**.

خلفائے راشدین نے غیر مسلم شہریوں کے حقوق کی حفاظت کی۔[12] اسلامی تاریخ میں اندلس، بغداد اور عثمانی سلطنت اور ہندوستان میں سلاطینِ دہلی اور مغل حکمرانوں کے ادوار[13] میں بین المذاہب ہم آہنگی کی روشن مثالیں موجود ہیں۔[14]

محمد سلطان نظامی: دربار نبوی کے معاہدے اور تبلیغی خطوط، شرکتِ ادبیہ، پنجاب

Muhammad Sultan Nizami: *Treaties of the Prophetic Court and Missionary Letters*, Shirkat-e-Adabiyyah, Punjab.

[12]۔ حمید اللہ، ڈاکٹر محمد: الوثائق السیاسیۃ فی العھدالنبوی والخلافۃ، قاہرہ، ۱۳۶۰ھ، ۱۹۴۱ء

Dr. Muhammad Hamidullah:
Al-Wathā'iq al-Siyāsiyyah fī al-ʿAhd al-Nabawī wa al-Khilāfah, Cairo, **1360 AH / 1941**
Muhammad Hamidullah: Muslim Conduct of State, Sh. Muhammad Ashraf Lahore, p.98-120

[13]۔ تاریخی صداقت کے بجائے سیاسی مصالح اور مذہبی غیر رواداری پر مبنی ہوتی ہیں، مسلمانوں کا یہ عقیدہ رہا ہے کہ حکومت الحاد، بے دینی، کفر اور شرک کے ساتھ تو عرصہ دراز تک قائم رہ سکتی ہے مگر جبر، ظلم اور چیرہ دستی سے قرار نہیں رکھی جاسکتی ہے، اس لیے ہندوستان کے مسلمان فرماں رواؤں نے اپنے دور حکومت میں عدل وانصاف پر ہر زمانہ میں زور دیا، یہ عدل پسندی اور انصاف پروری رواداری اور فراخ دلی کے بغیر عمل میں نہیں آسکتی، اسلام کی یہ تعلیمات دارالمصنفین کی مطبوعات الفاروق، مقالات شبلی، سیرۃ النبی اور دین رحمت۔ نیز صباح الدین عبد الرحمان کی کتاب: ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری، یڈیٹر: سید صباح الدین عبد الرحمن، ناشر: مطبع معارف، اعظم گڑھ، سن اشاعت: 1984ء، زبان: اردو، صفحات: 372، معاون: غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی میں موجود ہیں۔

Rather than being based on mere political expediency or religious intolerance, Muslim belief has historically held that a government may survive for a long time despite disbelief, atheism, or polytheism, but it **cannot endure oppression, tyranny, or injustice**. Hence, Muslim rulers in India consistently emphasized **justice and fairness** during their rule. Such justice and equity cannot be realized without **tolerance and magnanimity**. These Islamic teachings are reflected in the publications of *Dār-ul-Muṣannifīn*, including *Al-Fārūq*, *Maqālāt-e-Shiblī*, *Sīrat-un-Nabī*, and *Dīn-e-Raḥmat*.
For further examples, see:
Ṣubḥī Dīn ʿAbdul Raḥmān (ed.), *Religious Tolerance of Muslim Rulers in India's Past*,
Published by Maṭbaʿ-e-Maʿārif, Azamgarh, **1984**, Urdu, 372 pages; available at **Ghalib Institute, New Delhi**.

[14]۔ اس کی مثالیں دیکھنے کے لیے ملاحظہ ہو! صباح الدین عبد الرحمان کی کتاب: ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری، یڈیٹر: سید صباح الدین عبد الرحمن، ناشر: مطبع معارف، اعظم گڑھ، سن اشاعت: 1984ء، زبان: اردو، صفحات: 372، معاون: غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی

See also:
Dr. Mohammed Dahiri, *Islam and Freedom of Religion and Belief in Spain*,
Complutense University of Madrid, *Ijtihad Journal for Arabic & Islamic Studies*, Vol. 1, Issue 1, January–June 2024.
For further discussion, consult:
The Rise of Religious Nationalism and Conflict: Ethnic Conflict and Revolutionary Wars, 1945–2001, *Journal of Peace Research*, Vol. 41, No. 6, pp. 715–731.

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

اسلامی اسپین کو مذہبی اور نسلی رواداری اور مسلمانوں، عیسائیوں اور یہودیوں کے درمیان بین المذاہب ہم آہنگی کے "سنہری دور "کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔[15]

اسلامی اسپین(711-1492)میں غیر مسلموں کی زندگی

یہودیوں اور عیسائیوں کو مسلم حکمرانی کے تحت آزادی حاصل تھی، بشرطیکہ وہ مخصوص قوانین کی پابندی کریں۔ اگرچہ آج کے دور میں یہ قوانین بالکل ناقابلِ قبول سمجھے جائیں گے، اُس وقت کے معیار کے مطابق یہ زیادہ بوجھل نہ تھے۔ کئی پہلوؤں سے اسلامی اسپین کے غیر مسلم (کم از کم 1050 سے پہلے) اُس دور کے مفتوحہ اقوام کی نسبت بہتر سلوک کے مستحق ٹھہرے۔ جیسے: انہیں یہ مجبور نہیں کیا گیا کہ وہ گھٹیا یا مخصوص علاقوں میں رہیں۔ وہ غلام نہیں تھے۔ انہیں اپنے مذہب پر عمل کرنے سے نہیں روکا گیا۔ انہیں مسلم حکمرانی کے تحت جبراً اسلام قبول کرنے یا قتل ہونے پر مجبور نہیں کیا گیا۔ انہیں کسی خاص ذریعہ معاش سے محروم نہیں کیا گیا؛ اکثر وہ ایسے پیشے اختیار کرتے جو مسلمان ناپسند کرتے تھے۔ ان پیشوں میں ناپسندیدہ کام مثلاً چمڑا رنگنا اور قصائی شامل تھے۔ لیکن خوشگوار پیشے بھی شامل تھے جیسے بینکاری اور سونے چاندی کا کاروبار۔ وہ اسلامی حکمرانوں کی سول سروس میں بھی کام کرسکتے تھے۔ یہودی اور عیسائی معاشرے اور ثقافت میں اپنا حصہ ڈالنے کے قابل تھے۔

اس کے برعکس تاریخ میں مذہب کی بنیاد پر خونریز جنگیں بھی ہوئیں۔ ذیل میں اہم جنگوں اور تنازعات کا زمانی (کرونولوجیکل) جائزہ پیش کیا جارہا ہے جن میں مذہبی اختلافات نے نمایاں یا مرکزی کردار ادا کیا۔ یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ اکثر اوقات مذہب سیاسی، معاشی اور علاقائی محرکات کے ساتھ جڑا ہوا ہوتا تھا اور شاذ و نادر ہی وہ تنازعات کی واحد وجہ بنتا تھا۔

قدیم دور میں اسرائیلیوں کی جنگیں جیسے عبرانی بائبل میں بیان کردہ اسرائیلیوں اور ان کے ہمسایہ اقوام (مثلاً کنعانیوں اور فلسطینیوں) کے درمیان تنازعات (تقریباً 1300–1000 قبل مسیح)، جنہیں عموماً مذہبی تناظر میں پیش کیا گیا۔

یونانی و فارسی تنازعات (مذہبی پہلوؤں کے ساتھ) (پانچویں صدی قبل مسیح)، اگرچہ یہ تنازعات بنیادی طور پر سیاسی نوعیت کے تھے، تاہم فارسی زرتشتی روایات اور یونانی مشرکانہ عقائد کے درمیان ثقافتی و مذہبی اختلافات بھی موجود تھے۔

رومی سلطنت میں عیسائی و غیر عیسائی (مشرکانہ) تنازعات (چوتھی، پانچویں صدی عیسوی) کے تنازعات جیسے شہنشاہ قسطنطین اور ان کے جانشینوں کے دور میں عیسائیت کے سرکاری مذہب بننے کے بعد مشرکانہ مذاہب کا خاتمہ اور ان پر پابندیاں۔

ابتدائی مسلم فتوحات (ساتویں، آٹھویں صدی عیسوی) کی جنگیں یعنی اسلامی ریاست کی بازنطینی اور ساسانی سلطنتوں تک توسیع؛ سیاسی استحکام کے ساتھ ساتھ مذہبی محرکات بھی کارفرما تھے۔

---

[15]۔ دیکھیے!
Islam and Freedom of Religion and Belief in Spain by Dr. Mohammed DAHIRI, Complutense University of Madrid, Spain, Ijtihad Journal for Arabic & Islamic Studies, Volume 1 - Issue 1, January - June 2024, 2024 مجلد 1 - عدد 1، يناير – يونيو

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

اس کی سب سے نمایاں مثال عہدِ وسطیٰ کی صلیبی جنگیں (1095–1291) ہیں۔ یورپی عیسائی طاقتوں اور مسلم ریاستوں کے درمیان بیت المقدس اور سرزمینِ مقدس کے کنٹرول کے لیے لڑی جانے والی جنگوں کا سلسلہ تین سو سال تک جاری رہا جس میں لاکھوں لوگ لقمہ اجل بنے۔

اسپین کے علاقے جزیرہ نمائے آئبیریا میں مسلم حکمرانوں اور عیسائی سلطنتوں کے درمیان طویل جدوجہد (711ء سے 1492ء تک)، جو سقوطِ غرناطہ پر اختتام پذیر ہوئی اور مسیحی فاتحین نے مسلم مفتوحین کے ساتھ غیر انسانی سلوک کی مثالیں رقم کیں، جو تاحال اپنی مثال آپ ہیں۔

گیارھویں صدی عیسوی میں جنوبی ایشیا (ہندوستان) بعض جنگیں اسی نوعیت کی نظر آتی ہیں جن میں سے بعض میں محمودِ غزنوی کی فتوحات اور بعد ازاں مغل سلطنت کے دورِ زوال کے بعض تنازعات جیسے ابدالی اور مرہٹوں کی لڑائیاں شامل کی جاسکتی ہیں۔

اس ضمن میں یورپ میں بعض عبرت ناک مثالیں نظر آتی ہیں جیسے سولھویں صدی میں پروٹسٹنٹ اصلاحِ مذہب سے متعلق تنازعات نے تاریخ میں اہمیت اختیار کی۔

عیسائیت کے اندر مذہبی تقسیم کے نتیجے میں یورپ بھر میں جنگیں ہوئی ہیں جیسے فرانس میں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ (ہیگونوٹس) کے درمیان شدید تصادم (1562–1598) کئی تلخ یادیں چھوڑ گیا، جس پر آج انسانیت افسوس کا اظہار کرتی ہے۔

یورپی تاریخ کی تباہ کن ترین جنگوں میں سے ایک، تیس سالہ جنگ (1618–1648) جس کی بنیاد کیتھولک اور پروٹسٹنٹ رقابت پر تھی، جو مقدس رومی سلطنت کے وسط میں شروع ہوئی۔ یہ جنگ دہائیوں تک جاری رہی اور جرمن علاقوں کی آبادی میں 20 تا 40 فیصد تک کمی واقع ہوئی۔ یہ تنازعہ، یعنی تیس سالہ جنگ، سب سے زیادہ ہولناک تشدد، سب سے زیادہ جانی نقصان، اور چاہے وہ سپاہی ہوں یا عام شہری، سب کے لیے مصیبت کا باعث بنی۔[16]

برصغیر انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی میں میں مذہبی اور سیاسی کشمکش جاری رہی۔ تقسیمِ ہند (1947) یعنی پاکستان اور بھارت کے قیام کے بعد ہندوؤں، مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان وسیع پیمانے پر فرقہ وارانہ تشدد ہوا۔ عرب اسرائیل تنازعہ جو 1948ء سے اب تک ایک ایسا علاقائی تنازعہ جس میں یہودی، مسلم اور عیسائی مذہبی پہلو نمایاں ہیں۔ اور جس میں لاکھوں مسلمان اپنی جانیں پیش کرچکے ہیں۔

لبنانی خانہ جنگی (1975–1990) میں عیسائیوں، سنی مسلمانوں، شیعہ مسلمانوں اور دروز کے درمیان فرقہ وارانہ تقسیم شامل تھی۔

ایران–عراق جنگ (1980–1988) ایک سیاسی جنگ تھی، جسے سنی، شیعہ فرقہ وارانہ اختلافات نے مزید شدت دی۔ عراق اور شام میں

---

[16] ۔ اس کی دیگر تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو! مذہبی قوم پرستی اور تنازعہ کا عروج: نسلی تنازعہ اور انقلابی جنگیں، 1945–2001۔ شائع شدہ: جرنل آف پیس ریسرچ، جلد 41، شمارہ 6، صفحات: 715–731

For further discussion, consult:
The Rise of Religious Nationalism and Conflict: Ethnic Conflict and Revolutionary Wars, 1945–2001, *Journal of Peace Research*, Vol. 41, No. 6, pp. 715–731.

فرقہ وارانہ تشدد، اکیسویں صدی کا اہم تنازعہ ہے جس سنی، شیعہ اور دیگر اقلیتی مذہبی گروہوں کے مابین تنازعات تاحال جاری ہیں۔ ان تمام جنگوں میں اگرچہ مذہب کو اکثر جواز یا عوامی تحریک کے طور پر استعمال کیا گیا ہے، تاہم مورخین کا عمومی اتفاق ہے کہ زیادہ تر مذہبی جنگوں کے پس پردہ اقتدار، وسائل، شناخت اور حکمرانی جیسے عوامل بھی کارفرما تھے۔ مذہب اکثر تنازعات کو ہوا دیتا رہا، بجائے اس کے کہ وہ ان کی واحد وجہ ہو۔[17] اور آج بھی بعض خطے مذہبی شدت پسندی کا شکار ہیں۔[18]

موجودہ حالات میں اس کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے کہ مذاہب کے پیروکار ایک دوسرے کے عقائد کا احترام کریں اور مذہب کو فساد یا انتشار کا سبب نہ بننے دیں۔ بین المذاہب کے ساتھ ساتھ بین المسالک ہم آہنگی بھی ضروری ہے تاکہ ایک ہی مذہب کے مختلف مکاتبِ فکر رواداری کے ساتھ رہ سکیں۔

جامعہ پنجاب، لاہور گزشتہ ایک دہائی سے نہ صرف اعلیٰ تعلیم و تحقیق کا ایک ممتاز ادارہ ہے بلکہ یہ معاشرتی ہم آہنگی، مذہبی رواداری اور باہمی بقائے باہمی کے فروغ میں بھی ایک فعال اور مؤثر کردار ادا کر رہا ہے۔ یونیورسٹی نے اپنے تعلیمی، فکری اور سماجی پلیٹ فارمز کے ذریعے طلبہ اور معاشرے میں برداشت، احترام اور امن کے پیغام کو فروغ دینے کے لیے مسلسل اقدامات کیے ہیں۔

گزشتہ دس برسوں کے دوران جامعہ پنجاب میں مختلف قومی اور بین الاقوامی سطح کی کانفرنسز، سیمینارز، مکالمے اور ورکشاپس کا انعقاد کیا گیا، جن کا مرکزی موضوع بین المذاہب ہم آہنگی، سماجی رواداری، مذہبی آزادی اور پرامن بقائے باہمی رہا۔ ان سرگرمیوں میں ملکی و غیر ملکی اسکالرز، مذہبی رہنما، ماہرینِ سماجیات اور تعلیمی شخصیات نے شرکت کی اور اس امر پر زور دیا کہ تمام مذاہب کی بنیادی تعلیمات امن، اخلاقیات اور انسانی وقار کے احترام پر مبنی ہیں۔

جامعہ پنجاب کے مختلف اداروں، بالخصوص انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، انسٹی ٹیوٹ آف سوشل اینڈ کلچرل اسٹڈیز، انسٹی ٹیوٹ آف کمیونیکیشن اسٹڈیز اور پاکستان اسٹڈی سینٹر نے ایسے علمی مکالموں کا انعقاد کیا جن میں مذہبی تنوع، اظہارِ رائے کی آزادی، سماجی ذمہ داری اور اختلافِ رائے کے باوقار انداز پر سیر حاصل گفتگو کی گئی۔ ان سرگرمیوں کا مقصد طلبہ میں تنقیدی شعور پیدا کرنا اور انہیں ایک ذمہ دار، بردبار اور مہذب شہری بنانا تھا۔[19]

---

[17]۔ سیاسی، معاشی اور سماجی پہلو بھی وجوہات میں شامل رہے ہیں۔
Political, economic, and social dimensions have also remained among the contributing factors.

[18]۔ سوڈان، ڈارفر، بوسنیا، فلسطین وغیرہ
Examples include: **Sudan, Darfur, Bosnia, Palestine**, and others.

[19] . A brief description of the events is as under:

International Conference on Socio-Religious Harmony (2019)

• PU's Institute of Social and Cultural Studies hosted an international conference on socio-religious harmony and peace, with national and international scholars advocating that fundamental doctrines of

all religions promote ethics, peace, and respect for diversity — emphasizing shared human values across faiths. (Punjab University)

International Conference on Freedom of Expression & Interfaith Dialogue (2015)
• A 3-day international moot organized by the Institute of Communication Studies brought together media scholars from Asia, Africa, Europe, and the Americas. Participants discussed freedom of expression, religious diversity, and interfaith harmony, promoting empathetic understanding and respect for different beliefs among students and academics. (Punjab University)

2. Seminars, Awareness Campaigns & Policy Dialogues

Seminar on Blasphemy Laws & Social Responsibility (2024)
• The Directorate of Students Affairs, together with the Punjab Higher Education Commission and other stakeholders, conducted seminars to educate youth on the social responsibilities linked to blasphemy laws — encouraging respectful discourse and awareness around sensitive religious topics. (Punjab University)

Campaign Against Religious Hatred (2024)
• A coordinated campaign kicked off at PU to raise awareness against religious hatred and intolerance, involving faculty, students, and leaders from legal and religious institutions. (Punjab University)

Seminar on Countering Violent Extremism (2025)
• PU hosted a policy seminar on "Countering Violent Extremism: Strengthening Civility and Integrity in Society." Leaders from government, religious committees, and the academic community highlighted the importance of promoting tolerance, patience, and ethical conduct among youth as pillars of peaceful coexistence. (Punjab University)

Training on Social and Religious Tolerance for Faculty (2025)
• Under a collaborative project, PU faculty participated in a two-day training workshop on social and religious tolerance, focusing on conflict reduction and social cohesion in universities across Sindh and Punjab. (Punjab University)

3. Inclusive Cultural & Community-Engagement Events

Seminar on Christmas Celebration & Peace Walk (2021)
• PU's College of Earth and Environmental Sciences organized a seminar on *Christmas Celebration* that included a Peace and Harmony Walk and community interaction with Christian community members and leaders, reinforcing respect for religious minorities and cultural inclusivity. (Punjab University)

4. Leadership Messages & Institutional Initiatives

Promotion of Tolerance by University Leadership (2025)
• The Vice Chancellor of PU publicly emphasized respect for diverse opinions and promotion of

اسی طرح یونیورسٹی کی جانب سے مذہبی منافرت کے خلاف آگاہی مہمات، انتہاپسندی کے انسداد سے متعلق پالیسی مکالمے، اور اساتذہ وطلبہ کے لیے تربیتی ورکشاپس کا بھی انعقاد کیا گیا، جن میں رواداری، برداشت، مکالمے اور سماجی ہم آہنگی کو فروغ دینے پر زور دیا گیا۔ بعض مواقع پر اقلیتی برادریوں کے مذہبی تہواروں اور تقریبات کے حوالے سے بھی پروگرام منعقد کیے گئے، جنہوں نے عملی طور پر بین المذاہب احترام اور شمولیت (inclusion) کے تصور کو مضبوط کیا۔

جامعہ پنجاب کی اعلیٰ قیادت، بالخصوص وائس چانسلر اور انتظامیہ، مختلف مواقع پر اس بات کا اعادہ کرتی رہی ہے کہ جامعات کا اصل کردار صرف ڈگریاں دینا نہیں بلکہ ایسے افراد تیار کرنا ہے جو معاشرے میں امن، برداشت اور اخلاقی اقدار کے فروغ میں مثبت کردار ادا کر سکیں۔ اسی مقصد کے تحت حالیہ برسوں میں اخلاقی تربیت، شہری ذمہ داری اور سماجی اقدار سے متعلق ادارہ جاتی اقدامات بھی متعارف کرائے گئے۔

جامعہ پنجاب کے ادارہ علوم اسلامیہ نے بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ ادارے کے نصاب میں مختلف مذاہب کا مطالعہ شامل ہے۔

بی ایس کی سطح پر مطالعہ ادیان کا تخصص متعارف کروایا گیا ہے، جس میں متعدد کورسز مطالعہ ادیان سے متعلق ہیں، جن کا مختصر تذکرہ حسب ذیل ہے:

Courses Promoting Religious Harmony

- **Introduction & Approaches to the Study of Religions**

Encourages comparative perspectives and respectful engagement with diverse faiths.

---

tolerance and mutual respect as essential for national development, reinforcing the university's commitment to peaceful coexistence. (m.pu.edu.pk)

Establishment of the Centre for Civility and Integrity Development (CCID) (2025)
• PU inaugurated the CCID to foster moral character alongside academic learning and to strengthen coordinated efforts for peacebuilding, tolerance, and ethical citizenship. University leadership reiterated that universities play a critical role in shaping youth as responsible, tolerant citizens. (The News Pakistan)

5. Ongoing Academic & Curricular Support for Peaceful Coexistence

Webinars & Lectures on National Values (2023)
• Through its Pakistan Study Centre, PU regularly organizes webinars and lectures that explore national ideology, citizen responsibilities, and shared values of respect and coexistence, integrating civic education with broader discussions about unity in diversity. (Punjab University)

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

- **Aryan Religions – Hinduism, Buddhism, Sikhism**

Builds knowledge of major non-Islamic traditions, fostering appreciation of their values.

- **Semitic Religion I – Judaism**

Promotes understanding of Jewish faith and its shared heritage with Islam.

Semitic Religion II – Christianity

Highlights commonalities and differences with Christianity, encouraging dialogue.

Chinese Religion and Zoroastrianism

Expands horizons to lesser-studied traditions, cultivating inclusivity.

Major Themes of Religions (Comparison)

Directly compares ethical and spiritual themes across religions, highlighting shared humanitarian values.

Interfaith Dialogue & Islam

Explicitly designed to train students in respectful dialogue and bridge-building.

Islam & Modern Western Thought

Engages with contemporary intellectual traditions, fostering mutual understanding between Islamic and Western perspectives.

Sacred Texts of Semitic Religions

Encourages direct study of Jewish and Christian scriptures, promoting textual respect.

Sacred Texts of Aryan Religions

Provides exposure to Hindu, Buddhist, and Sikh scriptures, cultivating appreciation of their wisdom.

Muslim Thinkers on World Religion

Explores how Muslim scholars historically engaged with other faiths, modeling harmony and intellectual openness.

یہ عناوین اس لیے اہم ہیں کہ: یہ صرف اسلامی علوم تک محدود نہیں بلکہ مذاہبِ عالم کے تقابلی مطالعے کو بھی شامل کرتے ہیں؛ یہ مناظرانہ انداز کے بجائے مکالمہ، مشترکہ اقدار اور باہمی احترام پر زور دیتے ہیں؛ یہ طلبہ کو عدم برداشت کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار کرتے ہیں، مختلف مذاہب میں امن، اخلاقیات اور اتحاد کو اجاگر کرتے ہوئے۔

نوجوان نسل کو بین المذاہب ہم آہنگی کے حوالے سے باقاعدہ رہنمائی فراہم کرنا نہایت ضروری ہے۔ انہیں مختلف مذاہب کی بنیادی تعلیمات سے آگاہ کیا جائے اور باہمی احترام کے اصول سمجھائے جائیں۔ اسلام نے ''لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ'' کے ذریعے دین کے معاملے میں جبر کو مسترد کیا ہے۔ اس اصول کی روشنی میں نوجوانوں کو یہ سکھایا جائے کہ ہر مذہب کا پیروکار اپنے عقیدے کے مطابق زندگی گزارنے کا حق رکھتا ہے۔ اس مقصد کے لیے معیاری تحریروں کی اشاعت، سیمینارز، ورکشاپس اور علمی مکالمے کی حوصلہ افزائی ناگزیر ہے۔ بین المذاہب ہم آہنگی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹیں جہالت، تعصب، سیاسی مفادات اور مکالمے کی کمی ہیں۔ یہ عوامل معاشرتی انتشار اور مذہبی منافرت کو جنم دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ معاشرتی یا سیاسی دباؤ بھی تعلیمی اداروں کو اس کردار کی انجام دہی میں متاثر کرتا ہے۔

جامعہ پنجاب کے ادارہ علوم اسلامیہ نے بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ ادارے کے نصاب میں مختلف مذاہب کا مطالعہ شامل ہے، جس سے طلبہ کو مذہبی تنوع کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ مزید برآں، ادارہ وقتاً فوقتاً ورکشاپس اور سیمینارز کا انعقاد کرتا ہے جن میں مختلف مذاہب کے نمائندگان کو مدعو کیا جاتا ہے، اور اس طرح مکالمے اور رواداری کی فضا قائم ہوتی ہے۔ گزشتہ برس ادارہ میں ایک اہم سیمینار منعقد ہوا جس میں مختلف مذاہب کے نمائندگان نے شرکت کی اور رواداری کے فروغ کے لیے تجاویز پیش کیں۔

اگرچہ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے طلبہ و اساتذہ کے درمیان براہِ راست مکالمے کا کوئی مستقل سلسلہ موجود نہیں، تاہم سیمینارز اور کانفرنسوں میں مذاہب کے نمائندگان شرکت کرتے ہیں اور علمی تبادلۂ خیال میں حصہ لیتے ہیں۔ یونیورسٹی کی سطح پر اساتذہ کو فعال کردار ادا کرنا چاہیے، اور دینِ اسلام کی تعلیمات خصوصاً رواداری، عفو و درگزر اور احترامِ انسانیت کے اصولوں کو اجاگر کرنا چاہیے۔ اس مقصد کے لیے سیمینارز، ورکشاپس اور علمی مکالمے کی حوصلہ افزائی ضروری ہے۔

ادارہ علومِ اسلامیہ کے نصاب میں مختلف سطحوں پر قرآنی آیات اور احادیث شامل ہیں جو مذہبی رواداری کی تعلیم دیتی ہیں۔ اسلامی تعلیمات کو جامعات کی عملی سرگرمیوں سے جوڑنے کے لیے نصاب میں رواداری کی شمولیت، مکالماتی سرگرمیوں، سماجی خدمت، تحقیقی و ادبی سرگرمیوں اور جامعہ کی پالیسی میں اس مضمون کو شامل کرنا ضروری ہے۔

مجموعی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ جامعہ پنجاب، لاہور نے گزشتہ دس برسوں میں تعلیمی سرگرمیوں، تحقیقی مکالموں، تربیتی پروگراموں اور سماجی اقدامات کے ذریعے مذہبی رواداری اور بقائے باہمی کے فروغ میں ایک جامع، مسلسل اور مؤثر کردار ادا کیا ہے۔ یہ کاوشیں نہ صرف طلبہ کی فکری تربیت کا ذریعہ بنیں بلکہ معاشرے میں امن، احترام اور ہم آہنگی کے پیغام کو عام کرنے میں بھی معاون ثابت ہوئیں۔

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں بین المذاہب و بین المسالک ہم آہنگی سے متعلق سرگرمیاں

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور (IUB) نے گزشتہ تقریباً دس برسوں کے دوران بین المذاہب (Interfaith) اور بین المسالک ہم آہنگی کے فروغ کے لیے متعدد قومی اور بین الاقوامی سطح کی سرگرمیوں کا انعقاد کیا ہے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ بین المذاہب ہم آہنگی سے متعلق اہم قومی و بین الاقوامی تقریبات

دو روزہ بین الاقوامی کانفرنس برائے بین المذاہب ہم آہنگی (فروری 2024)

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں فروری 2024ء کو "پائیدار دنیا کے لیے مذہبی رواداری" کے عنوان سے دو روزہ بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں پاکستان کے علاوہ برونائی، امریکا، یوگنڈا، بیلجیم اور ملائیشیا سے تعلق رکھنے والے اسکالرز، مذہبی رہنماؤں اور محققین نے شرکت کی۔

کانفرنس میں مذہبی آزادی، انسانی حقوق، اقلیتوں کے تحفظ اور عالمی امن کے فروغ میں مذہبی رواداری کے کردار پر سیر حاصل گفتگو کی گئی۔

بین الاقوامی سیمینار برائے بین المذاہب ہم آہنگی (29 اپریل 2024)

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے زیر اہتمام اپریل 2024ء میں ایک بین الاقوامی سیمینار منعقد ہوا، جس میں ملائیشیا سے تعلق رکھنے والے ممتاز اسکالر ڈاکٹر شہیر اکرم حسن نے بطور مہمانِ خصوصی شرکت کی۔

سیمینار میں کثیر المذہبی معاشروں میں بقائے باہمی، رواداری اور بین المذاہب مکالمے کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا۔
اس سیمینار کے انتظام و انصرام میں **شعبہ عالمی مذاہب و بین المذاہب ہم آہنگی** نے کلیدی کردار ادا کیا۔

پہلا بین الاقوامی ہارمونی سمٹ اور دوسری بین الاقوامی کانفرنس (دسمبر 2025)

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی صد سالہ تقریبات کے سلسلے میں دسمبر 2025ء کو **پہلا بین الاقوامی ہارمونی سمٹ اور دوسری بین الاقوامی کانفرنس** منعقد کی گئی۔ یہ تقریب فیکلٹی آف اسلامک اینڈ عربک اسٹڈیز کے تحت **شعبہ عالمی مذاہب و بین المذاہب ہم آہنگی** کے زیر اہتمام ہوئی۔ اس سمٹ میں: ورکشاپس، پینل مباحثے، بین المذاہب مکالمے، تحقیقی مقالات اور نمائشیں اور بین المذاہب واک جیسے اقدامات شامل تھے، جن میں مسلمان، مسیحی، ہندو، سکھ اور دیگر مذاہب کے نمائندوں نے شرکت کی۔

2۔ علمی و تدریسی سرگرمیاں اور سیمینارز

سیرت النبی ﷺ اور پرامن بقائے باہمی پر سیمینار (ستمبر 2024)

ستمبر 2024ء میں **شعبہ عالمی مذاہب و بین المذاہب ہم آہنگی** کے زیر اہتمام سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں پرامن بقائے باہمی کے موضوع پر ایک سیمینار منعقد کیا گیا۔ اس سیمینار میں اساتذہ، محققین، طلبہ اور سیاسی و سماجی شخصیات نے شرکت کی اور سیرتِ رسول ﷺ کو بین المذاہب ہم آہنگی کا بہترین نمونہ قرار دیا گیا۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی علمی خدمات کے اعتراف میں سیمینار (مئی 2025)

مئی 2025ء میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں معروف مسلم اسکالر ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی علمی و تحقیقی خدمات، بالخصوص بین المذاہب افہام و تفہیم میں ان کے کردار کے اعتراف کے لیے ایک سیمینار منعقد کیا گیا۔

3۔ تعلیمی روابط اور بیرونی علمی سرگرمیاں

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے اساتذہ اور محققین بین المذاہب ہم آہنگی کے موضوع پر دیگر جامعات اور علمی اداروں میں بھی فعال کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ مثلاً: **ڈاکٹر سجیلا کوثر** (چیئرپرسن، شعبہ عالمی مذاہب و بین المذاہب ہم آہنگی) نے نومبر 2025ء میں بین المذاہب مطالعات پر منعقدہ ایک قومی سیمینار میں شرکت کی، جہاں انہوں نے سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں بقائے باہمی کے اصولوں پر گفتگو کی۔

4۔ تحقیقی تناظر اور مجموعی رجحان

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں منعقد ہونے والی یہ سرگرمیاں اس بات کا ثبوت ہیں کہ جامعہ: اقلیتوں کے حقوق، مذہبی رواداری، فرقہ وارانہ ہم آہنگی، عالمی امن، جیسے موضوعات کو نہ صرف تدریسی بلکہ عملی سطح پر بھی فروغ دے رہی ہے۔

یہ سرگرمیاں اقوام متحدہ کے اعلان کردہ *World Interfaith Harmony Week* جیسے عالمی تصورات سے بھی ہم آہنگ نظر آتی ہیں۔

گزشتہ دس برسوں میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے بین المذاہب اور بین المسالک ہم آہنگی کے فروغ کے لیے قابلِ قدر اور مؤثر کردار ادا کیا ہے۔ یہ سرگرمیاں نہ صرف تعلیمی بلکہ سماجی سطح پر بھی مذہبی رواداری اور بقائے باہمی کے پیغام کو عام کرنے میں معاون ثابت ہو رہی ہیں۔

جامعات کو مزید مؤثر بنانے کے لیے وہی اقدامات ضروری ہیں جو نصاب، سیمینارز، مکالمے اور سماجی سرگرمیوں کے ذریعے طلبہ میں رواداری پیدا کریں۔ جامعہ پنجاب میں ایک کامیاب مثال یہ ہے کہ مسلمان طلبہ کو قرآن کی تعلیم دی جاتی ہے جبکہ مسیحی طلبہ کو بائبل اور سکھ طلبہ کو گرنتھ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ عملی اقدام بین المذاہب ہم آہنگی کی واضح مثال ہے۔

تاہم، بین المذاہب ہم آہنگی کی راہ میں کئی رکاوٹیں موجود ہیں۔ سب سے بڑی رکاوٹ مذہبی جہالت اور محدود فہم ہے، جس کے باعث مختلف مذاہب کے بنیادی اصولوں سے لاعلمی تعصب کو جنم دیتی ہے۔ اسی طرح انتہاپسندی اور فرقہ واریت معاشرتی ہم آہنگی کو نقصان پہنچاتی ہیں، جبکہ بعض سیاسی عناصر مذہب کو عوامی جذبات بھڑکانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ تاریخی تعصبات اور منفی ورثہ بھی باہمی اعتماد کو کمزور کرتے ہیں، اور مکالمے و روابط کی کمی مختلف مذاہب کے ماننے والوں کو ایک دوسرے سے دور رکھتی ہے۔ میڈیا کا منفی کردار بھی اس مسئلے کو بڑھاتا ہے، کیونکہ بعض اوقات مخصوص واقعات کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے اور مثبت مثالوں کو اجاگر کرنے کے بجائے منفی بیانیہ غالب آ جاتا ہے۔ مزید برآں، مذہبی و ثقافتی تنوع کو اکثر خطرہ سمجھا جاتا ہے، حالانکہ یہ معاشرتی حسن ہے۔

ان رکاوٹوں کے حل کے لیے تعلیم و آگاہی کو فروغ دینا ہو گا، نصاب میں رواداری اور تقابلِ مذاہب کی تعلیم شامل کی جائے، اور بین المذاہب مکالمے، مشترکہ سماجی منصوبے اور ثقافتی میلوں کا انعقاد کیا جائے۔ علماء و اساتذہ کو رواداری کا عملی نمونہ بننا ہو گا، جبکہ میڈیا کو مثبت بیانیے کو فروغ دینے کے لیے ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا ہو گا۔

اختتام پر کہا جا سکتا ہے کہ بین المذاہب ہم آہنگی ایک مسلسل جدوجہد ہے، جس کے لیے فکری، سماجی اور ادارہ جاتی سطح پر مربوط کوششیں درکار ہیں۔ اسلامی تعلیمات اس جدوجہد کی بنیاد فراہم کرتی ہیں، اور جامعات اس پیغام کو عملی زندگی سے جوڑنے میں کلیدی کردار ادا کر سکتی ہیں۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

سفارشات:

نصاب میں اسلامی اصولِ رواداری کی شمولیت نہایت ضروری ہے تاکہ طلبہ کو ایک متوازن اور ہم آہنگ معاشرتی شعور فراہم کیا جا سکے۔ اس مقصد کے لیے اختیاری کورسز جیسے "اسلام اور بین المذاہب ہم آہنگی "متعارف کروائے جائیں، جن میں سیرتِ نبوی ﷺ، میثاقِ مدینہ اور خلفائے راشدین کے عدل پر مبنی تعاملات کا مطالعہ شامل ہو۔ مزید بر آں، تقابلی مذاہب کے ذریعے طلبہ کو مختلف مذاہب کے بنیادی اصولوں سے آگاہی دی جائے تاکہ ان میں فہم و برداشت کی صلاحیت پروان چڑھے۔

بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ کے لیے مکالماتی سرگرمیوں اور سیمینارز کا انعقاد بھی نہایت اہم ہے۔ مختلف مذاہب کے نمائندوں کو مدعو کرکے مکالمے کا اہتمام کیا جائے، جبکہ طلبہ کو "اسلام میں رواداری کی بنیادیں "جیسے موضوعات پر مباحثوں میں شریک کیا جائے۔ اسی طرح سیرت کانفرنسز کے ذریعے نبی کریم ﷺ کی رواداری پر مبنی سیرت کے پہلوؤں کو اجاگر کیا جا سکتا ہے۔

سماجی خدمت اور مشترکہ سرگرمیاں بھی رواداری کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں۔ مختلف مذاہب کے طلبہ کو رضاکارانہ پروگراموں میں شامل کرکے سماجی خدمت کے منصوبے چلائے جائیں، اور ثقافتی میلوں کا انعقاد کیا جائے تاکہ مختلف مذاہب و ثقافتوں کی نمائندگی کے ذریعے باہمی احترام کو فروغ دیا جا سکے۔

جامعہ کی پالیسی اور ماحول میں بھی اسلامی اصولِ رواداری کو عملی طور پر نافذ کرنا ضروری ہے۔ اساتذہ و طلبہ کو احترامِ اختلاف کی تربیت دی جائے، جامعہ میں موجود مختلف مذاہب کی عبادت گاہوں کا تحفظ اور احترام یقینی بنایا جائے، اور اساتذہ و منتظمین اپنے رویے سے اسلامی اخلاقیات اور رواداری کی عملی مثال قائم کریں۔

تحقیقی و ادبی سرگرمیوں کے ذریعے بھی رواداری کے پیغام کو عام کیا جا سکتا ہے۔ طلبہ کو بین المذاہب رواداری پر تحقیقی مقالے لکھنے کی ترغیب دی جائے، جبکہ نظم، مضمون اور تقریری مقابلے منعقد کیے جائیں جن میں رواداری کا موضوع مرکزی حیثیت رکھتا ہو۔

ڈیجیٹل اور سوشل میڈیا مہمات اس پیغام کو وسیع پیمانے پر پھیلانے کا مؤثر ذریعہ ہیں۔ طلبہ کو اسلامی تعلیمات پر مبنی مختصر ویڈیوز بنانے کی ترغیب دی جائے اور سوشل میڈیا پر "اسلام امن کا دین ہے "جیسے ہیش ٹیگز کے ساتھ رواداری کا پیغام عام کیا جائے۔ یہ تمام اقدامات اسلامی تعلیمات کو عملی زندگی سے جوڑنے میں مددگار ثابت ہوں گے اور طلبہ میں وہ شعور پیدا کریں گے جو ایک مہذب، متوازن اور روادار معاشرے کی بنیاد ہے۔